Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۶/۳۱ | ۲۱ جمادی الاوّل ۱۳۹۷ھ ۔ ۱۰ ہجرت ۱۳۵۶ہش ۔ ۱۰ مئی ۱۹۷۷ء | نمبر ۱۰۲

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ ہجرت ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

ابھی معدہ میں خراش چل رہی ہے

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے۔ آمین

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی تشویشناک علالت

ربوہ ۱۰ ہجرت ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:-

حالت بدستور بہت نازک ہے۔ بے ہوشی مسلسل ہے۔ سانس میں بھی کبھی کبھی جھٹکے لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بخار بھی ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد والحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کے مقدس اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

تقرر ممبران مجلس کارپرداز برائے سال ۷۸-۱۹۷۷ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۷۸-۱۹۷۷ء کے لئے مجلس کارپرداز کے مندرجہ ذیل ممبران کے تقرر کی منظوری عطا فرمائی ہے:-

۱۔ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ۔
۲۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ۔
۳۔ مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نمائندہ تحریکِ جدید ربوہ۔
۴۔ مکرم حبیب اللہ خان صاحب نائب ناظر بیت المال (آمد) ربوہ۔
۵۔ مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ۔

خاکسار
بشارت الرحمٰن
صدر مجلس کارپرداز ربوہ

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے اور دنیاوی اغراض کے تحت بیعت نہیں کرنی چاہیئے

جو لوگ صدق و وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو اور اُن کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا

"جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے اور وہ نماز ہی کی تضرّع اور ابتہال سے بھری ہوئی دُعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پا سکتا ہے۔ وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دُوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے۔ میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر اُن میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دُعا ہو۔ فلاں مقدمہ ہے یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے جس میں ایمان یا ان تاریکیوں کے دُور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر مجھے پانسو روپیہ مل جاوے تو مَیں بیعت کر لوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھوڑانا چاہتے ہیں وہی ہم سے طلب کی جاتی ہیں۔ اِسی لئے مَیں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں کیونکہ سچّی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسا کہ اُوپر ذکر ہُوا اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلاء میں پڑجاتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا مر گیا تو شکایت کرتا ہے کہ مَیں نے تو بیعت کی تھی یہ صدمہ مجھے کیوں ہُوا؟ اس نادان کو یہ خیال نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ پیغمبر تھے آپؐ کے گیارہ بچّے فوت ہوگئے اور کبھی شکایت نہ کی کہ خداوندا تُو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچّے کیوں مار دئے۔

غرضکہ یاد رکھو کہ دین کو دُنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے اور بیعت اِس نیّت سے ہرگز نہ کرنی چاہیئے کہ مَیں بادشاہ ہی بن جاؤں گا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جاوے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو اِس لئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں کو لوگوں سے چھوڑا دیویں۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں اور اُس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ اُن کو اور اُن کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۱۲۵)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۰ ہجرت ۱۳۵۶ ہش
۱۰ مئی ۱۹۷۷ء

دو گروہوں کا متضاد طرزِ عمل اور انجام

اللہ تعالیٰ جب کوئی ہدایت دنیا میں نازل کرتا ہے تو کچھ لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور اکثر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں میں نقطۂ نظر اور اعمال و کردار کے لحاظ سے ایک نمایاں فرق ابھر کر از خود سامنے آجاتا ہے جو ان کے مابین امتیاز کا کام دیتا ہے۔

وہ فرق یہ ہوتا ہے کہ ایمان لانے والوں کے نزدیک ان کی سب سے قیمتی متاع وہ ہدایت ہوتی ہے جسے وہ قبول کر کے اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں دنیا اور اس کی زینتوں کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ وہ اس حد تک ہی اس میں سے حصّہ لیتے ہیں جس حد تک حصہ لینے کی وہ آسمانی ہدایت انھیں اجازت دیتی ہے۔ برخلاف اس کے وہ لوگ جو آسمانی ہدایت کو قبول نہیں کرتے وہ دنیا اور اس کی زینتوں میں منہمک ہونے کے باعث بے قید زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ وہ خود ہی اپنے لئے ایک ضابطۂ حیات مقرر کرتے ہیں اور پھر جب بھی چاہے اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق خود ہی اس میں تبدیلی کر لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مومن اخلاقی اور روحانی لحاظ سے مسلسل ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ جبکہ منکر اس اعتبار سے مسلسل قعرِ مذلت میں گر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی بے لگام دنیوی ترقی انہیں دھوکہ میں مبتلا رکھتی ہے۔ سمجھ وہ یہ رہے ہوتے ہیں کہ وہ مسلسل ترقی کر رہے ہیں اور کرتے ہی چلے جائیں گے۔ حالانکہ ان کی یہ ترقی ایک ہولناک تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے جس کی طرف وہ لحظہ بلحظہ بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اُس وقت تک نہیں کھلتیں جب تک کہ تباہی ان پر پوری طرح مسلّط نہ ہو جائے۔

چونکہ ہدایت کے منکر دنیوی زینتوں میں انہماک اور من مانے طریقوں پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں بظاہر دنیوی لحاظ سے ترقی کر رہے ہوتے ہیں اس لئے اس امر کا خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں مومنوں میں سے بعض ناپختہ کار اور کمزور لوگ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی طرف مائل نہ ہو جائیں اور اس طرح تباہی کے راستہ پر چلنا نہ شروع کر دیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے انھیں بہر صورت صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝" (یونس آیات ۵۸-۵۹)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے یقیناً ایک (ایسی کتاب) آگئی ہے جو سراسر) نصیحت (ہے) اور وہ (ہر) اس (بیماری) کے لئے جو سینوں میں پائی جاتی ہو شفا (دینے والی) ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ تو اُن سے کہہ دے (کہ یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (وابستہ) ہے پس اسی پر انہیں خوشی منانی چاہیئے جو مال وہ (یعنی دنیادار منکر) جمع کر رہے ہیں۔ اس سے یہ (نعمت کہیں) زیادہ بہتر ہے۔

ہدایت پر کما حقہٗ عمل پیرا رہنے کی اہمیت اور اس کے بالمقابل دنیوی اموال اور دنیا کی ظاہری ترقیات کے سراسر بے حقیقت ہونے کو واضح کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمانی ہدایت کے منکروں اور اپنی من مانی راہوں پر گامزن رہتے ہوئے دنیوی اموال جمع کرنے والوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَ مَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝" (یونس آیات ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: تو (ان ہدایت کا انکار کرنے والے دنیاداروں سے) کہہ کہ کیا تم نے اس بات کو (کبھی سوچ کر) دیکھا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے (آسمان سے) رزق اتارا ہے۔ پھر تم نے اس میں سے (کچھ) حرام اور (کچھ) حلال ٹھہرا لیا ہے۔ تو (ان سے) کہہ کہ کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے کہ خود ہی کچھ کو حرام اور کچھ کو حلال ٹھہراؤ) یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا قیامت کے دن کے متعلق کیا گمان ہے (یعنی وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں) اللہ یقیناً لوگوں پر انعام کرنے والا ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے بزعمِ خود غلط اور گمراہ لوگوں کو اُن کے بُرے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ۝ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝" (یونس آیات ۷۰، ۷۱)

ترجمہ: تو (ان دنیاداروں سے) کہہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔ دنیا میں ان کا حصّہ صرف چند روز کے لئے) نفع اٹھانا ہے۔ پھر انہیں ہماری طرف لوٹنا ہوگا۔ پھر اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے (چلے جاتے) ہیں۔ ہم انہیں سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔

اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ آسمانی ہدایت پر ایمان لانے اور اس پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے والوں کو اُن کے اچھے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۚ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَ لَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝" (یونس آیات ۶۳ تا ۶۶)

ترجمہ: سنو! جو لوگ اللہ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں ان پر نہ کوئی خوف (مستولی ہوتا) ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں (یعنی وہ لوگ) جو ایمان لائے اور جو تقویٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اس ورلی زندگی میں (بھی خدا کی طرف سے) بشارت (پانے کا انعام مقرر) ہے اور بعد والی (زندگی) میں بھی۔ اللہ کی فرمودہ باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں (ہو سکتی) یہی وہ کامیابی ہے جو بڑی عظیم الشان کامیابی (کہلا سکتی) ہے۔ اور چاہیئے کہ ان کی (کوئی مخالفانہ) بات تمہیں غمگین نہ کرتے پائے (کیونکہ) غلبہ کلی اللہ کو حاصل ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

الغرض ایک طرف آسمانی ہدایت کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے والے اور دوسری طرف اسے ردّ کر کے من مانی کرنے والے عمل و کردار کی متضاد راہوں پر گامزن ہوتے ہیں اور متضاد انجام سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ان کا متضاد راہوں پر گامزن ہونا ان کے مابین امتیاز کا کام دیتا ہے اور وہ اپنے اس متضاد طرزِ عمل سے ہی تیرہ بخت کئے جاتے ہیں۔ مومنوں کے لئے عافیت اسی میں ہوتی ہے کہ وہ آسمانی ہدایت کی متعین کردہ راہوں کے علاوہ اور کسی راہ کو اختیار نہ کریں اور دوسروں کی تقلید سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ان کی تمام تر کامیابی اور سرخروئی کا راز آسمانی ہدایت پر عمل پیرا رہنے میں ہی ہوتا ہے۔ اسی سے وہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ کے مصداق بنتے اور فوزِ عظیم سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

○

ارضِ بلال میں احمدی ڈاکٹروں کے لیے خدمت کا زرّیں موقع

ملکی اخبارات کی اشاعت مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۷ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:۔

"حکومتِ پاکستان نے ایسے ڈاکٹروں کے بیرونِ ملک جانے پر پابندی ختم کر دی ہے۔ جنہوں نے نیشنل سروس کے تحت مسلح افواج میں خدمت انجام دی ہو۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق ایسے ڈاکٹروں کو بلا روک ٹوک نو آبجیکشن سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے:"

لہٰذا ایسے احمدی ڈاکٹر صاحبان جو یہ لازمی سروس انجام دے چکے ہیں ارضِ بلال کے باشندگان کی خدمت کے لئے اپنی خدمات اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کر کے حسناتِ دارین حاصل کریں۔

سیکرٹری مجلس نصرت جہاں (ربوہ)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یتیموں کی خبر گیری اور قرآنی تعلیم

مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ارشد مربی سلسلہ مقیم پشاور

(۲)

پہلی بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو لوگ یتیموں کے نگران اور کفیل مقرر ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ ان کی علمی، ذہنی، اخلاقی، اور دینی تربیت کا پورا پورا انتظام کریں اور اپنے انتظام کے مطابق وقتاً فوقتاً اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ آیا ان کی تعلیم و تربیت صحیح لائنوں پر ہو رہی ہے یا نہیں؟ یہ جو فرمایا کہ یتیموں کی وقتاً فوقتاً آزمائش کرتے رہو تو یہ آزمائش کرنا اسی صورت میں درست اور فائدہ مند ہو سکتا ہے کہ جب ان کی تعلیم و تربیت کا پہلے سے مناسب انتظام کیا گیا ہو اور اس انتظام کے مطابق باقاعدہ ان کی تعلیم و تربیت ہو رہی ہو۔ ورنہ پہلے سے کئے گئے انتظام کے بغیر امتحان اور آزمائش کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی اس صورت میں یہ فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ یہ انتظام کس قسم کا اور کس معیار کا ہونا چاہیئے؟ سو اس کے جواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ
پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا جس
بات پر تو اپنی اولاد کو مارتا ہے
اس بات پر یتیم کو بھی مار۔"

اس حدیث شریف میں یتیم کی تعلیم و تربیت کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اکمل اور اتم رنگ میں تعلیم دی ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ کوئی انسان اپنے بچوں سے بڑھ کر کسی دوسرے بچے کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں کر سکتا اور نہ شفقت سے پیش آسکتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت اور دانائی سے کام لیتے ہوئے یہ نصیحت فرما کر کہ جس بات پر تو اپنی اولاد کو مارتا ہے اس بات پر یتیم کو بھی مار۔ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یتیم کی تعلیم و تربیت بھی بالکل اسی ہمدردی اور محبت سے ہونی چاہیئے جس ہمدردی اور محبت سے انسان اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ انسان اپنے بچوں سے نرمی کے وقت نرمی سے اور سختی کے وقت سختی سے پیش آتا ہے اور یہی دلی ہمدردی اور محبت کا اصل تقاضا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ساری امت کو یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ یتیم کی پرورش میں بھی ہمدردی اور محبت کے ان دونوں پہلوؤں کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اور انہی کے مطابق اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرو۔ ورنہ تمہارا یتیموں کو اپنی کفالت میں رکھنا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی مقبول عمل نہ ہوگا۔

دوسری بات اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب تم ان میں رشد کے آثار دیکھو تو ان کے اموال واپس ان کو دے دو۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے رشد کا لفظ استعمال کیا ہے اور رشد ایسی سمجھ اور عقل کو کہتے ہیں کہ جس میں انسان اپنے نفع اور نقصان کو پہچاننے لگتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ نفع اس کو حاصل ہو اور نقصان سے وہ بچ جائے۔ اسی طرح اس کے اعمال میں ایک سنجیدگی اور وقار پیدا ہو جاتا ہے پس فرماتا ہے کہ جب تم اپنی تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں ان میں سمجھ اور عقل کی پختگی دیکھو اور یہ امید کرو کہ اب اگر ان کے اموال ان کے سپرد کئے گئے تو یہ ان کو ضائع نہیں کریں گے تو پھر ایسی صورت میں ان کے تمام اموال ان کو واپس دے دو۔

تیسری بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تم ان کے مالوں کو اس خوف سے جلدی جلدی نہ کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنا مال واپس لے لیں گے۔ درحقیقت یہ ایک بیماری ہے جو بخل اور حرص کے حد سے بڑھنے کے نتیجہ میں انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اس کا اثر ثانی یہ ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کا مال بددیانتی کے ساتھ کھانے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ پس فرماتا ہے کہ تم یتیم کا مال اس طرح بددیانتی کے ساتھ کھانے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا تمہارے لئے اور تمہارے معاشرے کے لئے خطرناک نتائج کا حامل ہوگا اور پھر جب خدا تعالیٰ تم سے حساب لے گا تو تمہیں اس سب کھائے ہوئے مال کا حساب دینا پڑے گا۔ آیت کے آخر میں جو یہ فرمایا وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جب حساب لیتا ہے تو انسان کو اپنے ذرہ ذرہ اعمال کا بھی حساب دینا پڑتا ہے اور انسان اس کے محاسبہ سے کسی صورت میں بھی بچ نہیں سکتا۔

چوتھی بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو غنی اور مالدار ہو اس کو چاہیئے کہ وہ یتیم کے مال سے کلی طور پر اجتناب کرے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو مالدار بنایا ہے اس لئے اس کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے رب کے اس احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے بندوں سے احسان کا معاملہ کرے اور اپنے مال کے ذریعہ ان کو فائدہ پہنچانے اور یتیم کی تعلیم و تربیت پر اس کے مال سے خرچ کرنے کی بجائے اپنے پاس سے خرچ کرے اور جب وہ یتیم اس تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں اپنی رشد کو پہنچ جائے تو اس کا تمام مال بغیر کسی قسم کی کمی کے اس کو واپس کر دے۔

پانچویں بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو نادار اور غریب ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت پر اس کے مال میں سے ہی خرچ کرے مگر ایسے طریق سے جو مناسب اور موزوں ہے اور جس سے بلاوجہ اس کا مال ضائع نہ ہو۔

چھٹی بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب تم اس کا مال واپس اس کے سپرد کرو تو اس پر گواہ مقرر کر لو۔ اب اس چھٹی بات میں تصویر کا دوسرا رخ دکھایا گیا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح کسی یتیم کا کوئی نگران ایسا ہو سکتا ہے جو اس پر ظلم اور زیادتی کرے اور ایسے طریق سے اس کا مال کھا جائے کہ جس سے قانوناً و شرعاً اس پر کوئی گرفت بھی نہ ہو سکے۔ اسی طرح کوئی یتیم بھی ایسا ہو سکتا ہے جو اپنے نگران اور محسن پر جس نے اس کی اور اس کے مال کی پوری پوری حفاظت کی ہو اور اچھی طرح سے اس کی تعلیم و تربیت کے بعد اس کا مال اس کو واپس کیا ہو۔ ظلم اور زیادتی کرے اور محض بے انصافی اور جھوٹ کے ذریعہ اپنے اصل حق سے زیادہ لینا چاہے۔ سو اس چھٹی بات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یتیموں کی کفالت کرنے والوں کے حقوق اور اموال کی حفاظت کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس آخری اور کامل شریعت کا یہی سب سے بڑا کمال ہے جو اس کے قیامت تک زندہ و تابندہ رہنے کا ثبوت ہے کہ اس میں حیات انسانی کے ہر شعبہ کے متعلق ایسی اعلیٰ درجے کی کامل اور مکمل اور اتم تعلیم دی گئی ہے کہ جس کے بعد کسی اور تعلیم کی حاجت باقی نہیں رہتی اور دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا مفکر، دانش مند اور عالم فاضل قرآن حکیم میں کسی جگہ بیٹھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس جگہ فلاں بات شرعاً یا عقلاً ہونی چاہیئے تھی مگر وہ اس میں نہیں ہے۔

ساتویں بات اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ حساب لینے کے اعتبار سے اکیلا ہی کافی ہے۔ یعنی اگر کسی یتیم پر کوئی ظلم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس یتیم کے لئے اپنی جناب سے بہتر سامان پیدا کر دے گا اور اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور فرما دے گا اور ظلم کرنے والوں کو ان کے ظلم کے مطابق بدلہ دے گا اور اگر کسی یتیم کے نگران پر کوئی زیادتی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوگا اور اس کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور ظلم کرنے والوں کو ان کے ظلم کے مطابق اجر دے گا۔

پس یہ سات باتیں ہیں جن میں سے پانچ اللہ تعالیٰ نے یتیم کے جان و مال اور حقوق کی حفاظت اور اس کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے ارشاد فرمائی ہیں اور چھٹی بات میں یتیم کی کفالت کرنے والوں کی عزت و آبرو اور حقوق کی حفاظت کی گئی ہے اور ساتویں بات دونوں میں مشترک ہے اور اس میں دونوں کے حقوق کی یکساں حفاظت کی گئی ہے اور دونوں سے مظلوم ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائید و نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر اس جگہ ایک سوال پھر یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یتیم کی کفالت کرنے والوں کے لئے یتیم کے مال کا استعمال کسی صورت میں بھی جائز ہے یا نہیں؟ سو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ"

(سورۃ بنی اسرائیل ع)

تم یتیم کے مال کے قریب کسی صورت میں بھی نہ جاؤ سوائے اس صورت کے جو سب سے اچھی ہو یہاں تک کہ وہ اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ جائے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے مال کے قریب جانے کی صرف احسن صورت کو جائز قرار دیا ہے اور احسن صورت وہی ہو سکتی ہے جس سے اول یتیم کو فائدہ پہنچے اور دوم اس کے اس کفیل کو فائدہ پہنچے جو غریب اور نادار ہو اور عقلاً ان دونوں کو فائدہ پہنچانے کی چار احسن صورتیں ہیں:۔

اول یہ کہ اس یتیم کے مال میں سے اس کے خورد و نوش پر مناسب طور پر خرچ کیا جائے۔

دوم یہ کہ اس کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا جائے۔

سوم یہ کہ اس کے مال کو کسی ایسی تجارت یا ایسے کاروبار میں لگایا جائے کہ جس سے اس کے لئے ایک ایسی آمدنی کی صورت پیدا ہو جائے کہ جس سے اس کے ماہوار اخراجات بھی سہولت سے چلتے رہیں اور اس کا اصل زر بھی اپنی جگہ محفوظ رہے۔

چہارم یہ کہ اگر کسی یتیم کا نگران غریب اور تنگ دست ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کے تجارت میں لگے ہوئے مال کی ماہوار آمد سے خود بھی اپنی تنگدستی کے مطابق فائدہ حاصل کرے۔ مگر اس صورت میں کہ اس یتیم کے اصل زر پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس کے تجارت میں لگے ہوئے مال کی ماہوار آمد زیادہ ہو تو وہ اسی میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے استعمال کے لئے صرف اتنا ہی لے جتنا اس کی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے اور بقیہ مال اسی یتیم کے حساب میں جمع کرے اور یہی وہ معروف طریقہ یتیم کے تنگدست کفیل کے لئے اس کے مال کو استعمال کرنے کا ہے کہ جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ"

کہ جو کفالت کرنے والا غریب اور تنگدست ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ مناسب طور پر اس کے مال میں سے کھائے۔

پس یتیم کے مال کے قریب جانے کی یہ چار احسن صورتیں ہیں۔ تین ان میں سے یتیم کو فائدہ پہنچانے والی اور اس کو ترقی کرنے میں مدد دینے والی ہیں اور ایک صورت یتیم کے اس کفیل کو فائدہ پہنچانے والی ہے جو غریب اور تنگ دست ہو نگران کے علاوہ اور کسی صورت میں بھی یتیم کی کفالت کرنے والوں کے لئے اس کے مال کے قریب جانا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یتیم کی صحیح تعلیم و تربیت اور اس کے ساتھ مشفقانہ سلوک کی طرف توجہ دلاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى"

کیا اس نے تجھے یتیم پاکر اپنے زیر سایہ جگہ نہیں دی؟

یعنی جب اس نے تیرے ساتھ یہ مشفقانہ سلوک کیا ہے جو تیری صحیح پرورش کے لئے ضروری تھا تو اب تیرا بھی یہ فرض ہے:

"فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ"

(پارہ ۳۰۔ رکوع ۱۸)

کہ تو بھی اپنے رب کے ان احسانوں کو یاد کرتے ہوئے یتیم کو ہمیشہ ابھارنے اور ترقی دینے کی کوشش میں لگا رہے اور اس پر سختی نہ کر۔ یعنی اس کے ساتھ مشفقانہ سلوک کی ایسی تعلیم دے اور ایسا عملی نمونہ پیش کر جو قیامت تک بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا رہے۔ "اَلْقَهْرُ" کے معنے کسی پر غلبہ پاکر ایسی سختی کرنے کے ہیں کہ جس سے دب کر وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو جائے اور کسی کام کے قابل نہ رہے سو اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ یتیموں پر ایسی ناواجب سختی اور ڈانٹ ڈپٹ روا نہ رکھو کہ جس سے دب کر ان کی ہمتیں مر جائیں اور وہ کسی ترقی کے قابل نہ رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یعنی ان کی حالت ایسی نہ ہو کہ وہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کے صدقوں پر پل رہے ہیں جس سے ان کی ہمتیں مر جائیں۔ بلکہ لوگ ان کو اپنے عزیزوں کی طرح پالیں جس سے ان کی ہمتیں بلند ہوں جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ گو آپ بھی یتیم تھے مگر آپ کو آپ کے دادا اور آپ کے چچا نے بیٹوں سے بھی اچھا رکھا۔ یہی فرماتا ہے کہ ایسی کوشش کرو کہ لوگ یتیموں کو عزیزوں اور قریبیوں کی طرح سمجھیں اور یتیموں کے احساسات کو کوئی صدمہ نہ پہنچے بلکہ وہ ہمیشہ بلند ہوتے رہیں۔"

(تفسیر صغیر صفحہ ۱۲۹۷)

پھر اسی طرح یتیم بچیوں کے ساتھ بے انصافی سے بچنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ"

(سورۃ نساء رکوع ۱)

کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیم بچیوں کے بارہ میں انصاف سے کام نہ لے سکو گے تو پھر نکاح کرو ان سے جو تمہیں پسند ہوں غیر یتیم عورتوں سے۔

یعنی انصاف اور خدا ترسی کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان یتیم عورتوں کے حقوق بھی اسی طرح ادا کرے جس طرح وہ غیر یتیم عورتوں کے حقوق ان کے ولیوں کے ڈر سے ادا کرتا ہے۔ لیکن اگر اپنی کسی کمزوری یا اپنے گھریلو حالات کی وجہ سے اسے یہ ڈر ہو کہ وہ ان کے حقوق کما حقہ ادا نہیں کر سکے گا۔ تو پھر بہتر یہی ہے کہ وہ ان سے شادی ہی نہ کرے تا ایسا نہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور مجرم اور گنہگار ٹھہرے۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ یتیم کی عزت و آبرو کی قدر و منزلت اور اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ"

(پارہ عم ۳۰ رکوع ۱۴)

کہ جب خدا تعالیٰ اسے یعنی ایک دنیا دار انسان کو آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس پر اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے اس پر وہ کہنے لگ جاتا ہے کہ میرے رب نے بلاوجہ میری بے عزتی کی ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ ہر ایسے غلط خیال رکھنے والے شخص کو جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ"

(پارہ ۳۰ رکوع ۱۴)

کہ تمہارا یہ خیال درست نہیں ہے کہ تمہارے رب نے تمہاری بلاوجہ بے عزتی کی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو کسی کی بلاوجہ بے عزتی نہیں کرتا۔ بلکہ اصل سبب تمہاری بے عزتی کا یہ ہے کہ تم خود یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے اور اس کو محض کمزور ہونے کی وجہ سے حقیر اور ذلیل سمجھ کر دھتکارتے تھے اس لئے تمہارے رب نے تمہارے اس ظلم اور گناہ کے نتیجہ میں تمہیں بطور سزا کے ذلیل کیا ہے اور اس لئے کیا ہے تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ کسی اپنے ہی جیسے کمزور انسان کو بلاوجہ حقیر اور ذلیل سمجھ کر دھتکارنا اور اس کی عزت نہ کرنا کتنی تکلیف دہ اور نتائج کے لحاظ سے خطرناک بات ہے اور تا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ جس طرح تم اس کو بے عزت کرنے کی عارضی قدرت رکھتے تھے اور تم نے عملاً اسے بے عزت کیا بھی۔ اسی طرح تم پر ایک احکم الحاکمین خدا موجود ہے جو تم کو بطور سزا اس سے زیادہ بے عزت اور ذلیل کر سکتا ہے اور تم اس کی گرفت سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ یتیم کی قدر و منزلت کو پہچانتے ہوئے اپنے معاشرہ میں اسے عزت کا وہ مقام نہ دینا۔ جو اس کا قدرتی اور پیدائشی حق ہے۔ انسان کے بے دین ہونے کی علامت اور اس کے لئے غضب الٰہی کو بھڑکانے والی بات ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے ایک اور مقام میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:۔

"اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ"

(پارہ ۳۰۔ رکوع ۳۲)

کہ اے مخاطب کیا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو دین کو جھٹلاتا اور اپنے عمل سے اس کی تکذیب کرتا ہے۔

مگر پھر خود ہی اپنے اس سوال کے ذریعہ اپنے نبی کو متوجہ کرنے کے بعد اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ"

کہ یہ دین کو جھٹلانے والا وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارتا اور دھکے دیتا ہے اور کسی مسکین کو نہ صرف یہ کہ خود کھانا نہیں کھلاتا بلکہ کسی دوسرے صاحب حیثیت کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتا۔ گویا یہ شخص بڑا نمازی اور خوب لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والا ہے جیسا کہ اس کے بعد فرماتا ہے:۔

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ"

(پارہ ۳۰۔ رکوع ۳۲)

کہ یہ شخص بے شک نمازی ہے مگر چونکہ اس میں بخل پایا جاتا ہے اور یہ اپنے اس مال کو جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو دیا ہے اللہ تعالیٰ کے یتیم اور مسکین بندوں کی فلاح و بہبود پر خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق خرچ کرنا نہیں چاہتا اس لئے فرماتا ہے کہ اس کی نمازیں بھی در حقیقت غفلت اور ریاکاری کی نمازیں ہیں جو بالآخر اس کے لئے ہلاکت کا باعث ہوں گی۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کے لئے سوچ سمجھ کر نماز ادا کرنے والا ہوتا تو اس میں بخل کا مرض کبھی باقی نہ رہتا کیونکہ ایمان اور بخل ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے مگر چونکہ اس میں بخل پایا جاتا ہے اور یہ اپنے بخل کو چھپانے کے لئے محض دکھاوے کی نمازیں پڑھتا ہے اس لئے اس کا دل ان نمازوں کے نتیجہ میں اپنے بخل میں اور بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے اور یہ نہ صرف یہ کہ خود کسی یتیم اور مسکین پر اپنا مال خرچ کرنا نہیں چاہتا بلکہ یہ اپنے دوسرے عزیزوں اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے سے منع کرتا ہے اور یہاں تک منع کرتا ہے کہ کسی غریب کو کوئی چیز عاریتاً دینا بھی جائز نہیں سمجھتا۔

پس معلوم ہوا کہ یتامیٰ اور مساکین کی فلاح و بہبود پر کسی صاحب حیثیت کا اپنے مال کو خرچ نہ کرنا اس کے بے دین ہونے اور نصرت الٰہی سے محروم ہونے کی علامت ہے۔ مگر اس کے برعکس جو شخص یتامیٰ اور مساکین کی اپنے بچوں اور عزیزوں کی طرح نگہداشت کرتا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے پوری بشاشت ایمانی کے ساتھ اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو ایسے شخص کے لئے یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور بہت ہی اچھا اجر مقدر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی انہی تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے پیارے آقا سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"انا و کافل الیتیم فی الجنۃ کھاتین۔" (ترمذی)

کہ میں اور یتیم کی صحیح پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے میری یہ دو انگلیاں۔

اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ کی دونوں بڑی انگلیوں کو اوپر اٹھا کر باہم پیوست کر دیا۔ اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی صحیح کفالت کی اہمیت کو جس شان اور خوبی سے چند لفظوں میں بیان فرمایا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک عظیم الشان خاصہ ہے۔ جنت میں تو اور نیک لوگ بھی جائیں گے مگر یتیم کی کفالت کرنے والے کو اس جنت کا وعدہ دیا گیا ہے جس میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ پھر اس جنت میں بھی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریب جگہ ملے گی۔ اتنی قریب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس مربی یتیم کے درمیان اور کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس سے بڑھ کر کسی کی اور کیا خوش بختی ہو سکتی ہے کہ اس کو سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قرب میں جگہ مل جائے۔ مگر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اتنی عظیم الشان جنت کو بھی جس کے لئے کسی بڑی تگ و دو کی ضرورت نہیں ہے حاصل کرنے والے بہت ہی تھوڑے ہیں۔ شاید اس کا سبب انسانی فطرت کی یہ کمزوری ہے کہ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۔ حالانکہ ایک صاحب حیثیت انسان جس کو مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت اور سہولت عطا کی ہے اپنی معمولی سی کوشش اور توجہ سے اس فرض کو ادا کر کے اس عظیم الشان جنت کا وارث قرار پا سکتا ہے جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وعدہ فرمایا ہے مگر چونکہ اکثر لوگ ان تعلیماتِ الٰہیہ کا بنظرِ غور مطالعہ نہیں کرتے اس لئے ان نیک باتوں پر ان کو عمل کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

پس اصل کوشش اور توجہ کے لائق بات یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے بار بار ان تعلیماتِ الٰہیہ کو واضح اور احسن پیرایہ میں پیش کیا جائے اور لوگ ان تعلیمات کا بنظرِ غائر مطالعہ کریں اور پھر خدا تعالیٰ سے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مانگیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ یقیناً اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ہم سب اس کی اس جنتِ ابدی کے وارث قرار پائیں جس کو حاصل کرنے والے آج کی اس پُر آشوب دنیا میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ؕ

حُسنِ انتظام کی ضرورت

جیسا مجلس مشاورت ۱۹۷۷ء کے نمائندگان سے احباب جماعت کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ تحریک جدید کے نئے سال میں پاکستانی جماعتوں پر کم از کم پندرہ لاکھ روپیہ فراہم کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے جبکہ اس سے سابقہ سال میں پاکستانی جماعتوں کی ذمہ داری ۹,۱۵,۰۰۰/- روپیہ کی تھی۔ بظاہر یہ کام مشکل نظر آتا ہے مگر یہ امر بارہا مشاہدہ میں آیا ہے کہ مخلصینِ جماعت نے اپنے محبوب امام کے مشکل سے مشکل حکم کی تعمیل بھی بآسانی کر کے دکھا دی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر مخلص احمدی شجرِ اسلام کی آبیاری کیلئے اپنے آپ کو اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا اوّلین مخاطب اور مکلف سمجھتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے :-

"اگر وہ درخت یہ کہے کہ اے احمدیو! مَیں نے تمہارے خون سے سیراب ہونے کے بعد بڑھنا اور پھولنا ہے اور پھل دینے ہیں تو احمدیوں کو اپنے خون پیش کر دینے چاہئیں۔ اگر ہم سے یہ مطالبہ ہو کہ تمہارے روپے کی ضرورت ہے تو ہمیں اپنے اموال پیش کر دینے چاہئیں۔"

اندریں صورت یہ مسلمہ امر ہے کہ مخلصینِ جماعت انشاء اللہ اپنی قربانی میں مطلوبہ اضافہ پیش کر دیں گے۔ البتہ ہر جماعت میں اِس مہم کو کامیاب کرنے کے لئے حُسنِ انتظام کی ضرورت ہے۔ ہر جماعت کے عہدیداران کرام اِس مہم کو احسن طریق سے منظم فرما کر خوشگوار نتائج سے مطلع فرمائیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

قائدینِ کرام توجہ فرمائیں

مجلس خدام الاحمدیہ کے سالِ رواں کا ۱/۲ حصہ ختم ہو چکا ہے۔ قائدین سے درخواست ہے کہ جملہ مدات کے بجٹ کا کم از کم ۱/۲ حصہ ضرور وصول کر کے ارسال فرمائیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ارشاد حضرت امام الزمان علیہ السلام

"قرآن شریف جو آنحضرتؐ کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اِس جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۹۷)

تمام اراکین انصار اللہ سے گزارش ہے کہ اِس ارشادِ عالیہ کو پیش نظر رکھیں اور علومِ قرآنی کے حصول کی طرف متوجہ ہوں۔ سہ ماہی دوم کا امتحان انشاء اللہ ۲۴/۲۶ جون کو منعقد ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے :-

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۷ ربع چہارم
۲۔ "لیکچر سیالکوٹ" (دفتر سے طلب فرمائیں)
۳۔ دس منتخب احادیث رسولؐ (ماہانہ سرکلر بابت مارچ میں درج کی جا چکی ہیں)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ماہ مئی ۱۹۷۷ء

خریداران "تشحیذ الاذہان" وایجنٹ صاحبان مطلع رہیں کہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ماہ مئی ۱۹۷۷ء مورخہ ۴ رمئی کو سپردِ ڈاک کیا گیا ہے۔ جن خریداروں کو ۱۵ رمئی تک پرچہ نہ ملے وہ خط لکھ کر دوبارہ منگوا لیں۔

(مینجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیز طاہر محمود کو راولپنڈی سے منتقل کر کے CARDIO VASCOLAR ہسپتال کراچی میں داخل کرایا گیا ہے جہاں اس کے دل کا اپریشن ہوگا۔ احباب جماعت سے بچے کے کامیاب اپریشن اور صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ

(ملک محمد خان ڈپٹی اے۔ ایم۔ اے۔ جی۔ نارتھ ناظم آباد کراچی)

۲۔ میری والدہ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت چوہدری غلام محمد صاحب پنشنر میل اور سیر گزشتہ سال سے جنبل کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ کافی علاج معالجہ کے باوجود آرام نہیں آرہا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا کرے اور ہماری جملہ پریشانیوں کو دُور فرمائے آمین۔

(بشریٰ مسرت ۳/۱۲ دارالصدر غربی۔ ربوہ)

۳۔ خاکسار پندرہ روز سے مختلف عوارض میں مبتلا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(صوفی نذیر احمد سیکرٹری مال۔ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر (سندھ)

۴۔ میرا بچہ عزیزم واثق الرحمٰن ایس ایس سی کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب جماعت اس کی اور دوسرے بچے اور بچیوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار کی خواہش ہے کہ بچہ ڈاکٹر بن کر اسلام اور احمدیت کی اعلیٰ خدمت بجا لائے۔ (عبدالواجد سندربن ضلع کھلنا، بنگلہ دیش)

۵۔ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۱۶۸ مراد ضلع بہاولنگر اور ان کے چچا مکرم چوہدری برکت علی صاحب عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین

غلام محمد حق معلم وقفِ جدید
چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر

دانتوں کی حفاظت کا رسالہ
۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیے!
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت اور کاروبار کو فروغ دیجئے!
(مینجر الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام دُنیا کمانے سے منع نہیں کرتا لیکن وہ دُنیا کو دین کے راستہ میں روک بننا پسند نہیں کرتا

اسلام کہتا ہے بیشک تم تجارت کرو لیکن پانچ وقت نماز کیلئے مسجد آنا تمہارے لئے بہرحال ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النور کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اسلام نے ... بعض قواعد تجویز کئے ہیں، اور بتایا ہے کہ ہم لوگوں کو دُنیا کمانے سے منع نہیں کرتے۔ وہ بے شک تجارت کریں وہ بے شک صنعت و حرفت اختیار کریں مگر اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ بعض قواعد کی پابندی اپنے اوپر لازم کرلیں تاکہ دین کو بھی کوئی نقصان نہ ہو اور دُنیا کی مشکلات میں بھی کوئی اضافہ نہ ہو۔ وہ ہدایتیں جو اسلام دُنیا کمانے کے متعلق دیتا ہے یا مال و دولت اپنے پاس رکھنے والوں کے متعلق دیتا ہے اُن میں سے بعض تجارت اور صنعت کے ساتھ خاص طور پر تعلق رکھتی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو ہر ایسے شخص کے متعلق ہیں جس کے پاس کسی قسم کا بھی مال ہو خواہ اس نے کسی اور ذریعہ سے ہی کیوں نہ کمایا ہو۔ چنانچہ اس بارہ میں پہلا قاعدہ قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مسلمان رہتے ہوئے لوگ مال کمانا چاہیں تو اُن کی حالت لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی مصداق ہونی چاہیئے۔ یعنی وہ بے شک تجارت کریں وہ بے شک بیع کریں مگر یہ چیزیں دین کے راستہ میں روک نہیں ہونی چاہئیں۔ اگر ایک شخص صنعت و حرفت کے ذریعہ مال کمانا چاہتا ہے تو اسلام کہتا ہے بے شک تم مال کماؤ اور بے شک صنعت و حرفت اختیار کرو مگر دیکھو اس کے ساتھ ہی تمہیں پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آنا پڑے گا یا اگر ایک شخص تجارت کرنا چاہتا ہے تو اسلام کہے گا بے شک تجارت کرو مگر تمہیں پانچ وقت روزانہ اپنی دوکان بند کرکے مسجد میں آنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر تجارت اور صنعت و حرفت کرتے ہوئے روزوں کے ایام آجاتے ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم روزے رکھو۔ یہ نہ کہو کہ تجارت یا صنعت و حرفت میں مشغول رہنے کی وجہ سے روزے رکھنے ہمارے لئے مشکل ہیں۔ اگر یہ چیزیں نماز کے راستہ میں روک بنتی ہیں اگر یہ چیزیں روزوں کے راستہ میں روک بنتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں دوسرے دین کے کاموں میں روک بنتی ہیں تو اُس وقت تمہارا فرض ہے کہ ان کاموں کو چھوڑ دو اور اپنے دین کو خراب ہونے سے محفوظ رکھو۔ لیکن اگر یہ چیزیں دین کے راستہ میں روک نہیں تو پھر بے شک دُنیا کماؤ اسلام تمہیں اس سے منع نہیں کرتا۔

اسی طرح ذکرِ الٰہی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ پانچ نمازوں کے علاوہ اپنے اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر علیحدگی میں خدا تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔ اُس کی حمد کرو۔ اُس کی تسبیح کرو۔ اُس کی بڑائی بیان کرو۔ اس کی صفات پر غور کرو۔ اپنے نفس کو احکامِ الٰہی کے تابع کرنے کی کوشش کرو اور اپنے قلب کو ہر قسم کی کدورتوں اور میل کچیل سے صاف کرکے ایک ایسا مصفّٰی اور روشن آئینہ بناؤ جس میں خدا تعالیٰ کا چہرہ منعکس ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور تمہارے ذریعہ سے ہونے لگے۔ اور اگر تم ایسا کرتے ہو تو بے شک تم اچھے لوہار بنو تاجر بنو، اچھے صنّاع بنو۔ اچھے کارخانہ دار بنو اور خوب مال کماؤ ہماری طرف سے اس میں کسی قسم کی روک نہیں کیونکہ تمہارے یہ کام ہمارے دین اور ہمارے ذکر میں حائل نہیں ہیں پس پہلی شرط جس کو اسلام پیش کرتا ہے وہ وہی ہے جس کا اس آیت میں ذکر آتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ مومن بیشک تجارت بھی کرتے ہیں، خرید و فروخت بھی کرتے ہیں صنعت و حرفت بھی کرتے ہیں مگر اس اصل کو ہمیشہ مدِّنظر رکھتے ہیں کہ یہ چیزیں خدا تعالیٰ کے ذکر اور اس کے دین کی مدد میں روک بن کر حائل نہ ہو جائیں۔ پس ایک مومن اور غیر مومن میں یہ فرق ہے کہ مومن بھی تجارت کرتا ہے اور غیر مومن بھی تجارت کرتا ہے۔ مومن بھی صنعت و حرفت اختیار کرتا ہے اور غیر مومن بھی صنعت و حرفت اختیار کرتا ہے مگر غیر مومن جب ان کاموں میں مشغول ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کی توجہ بالکل ہٹ جاتی ہے لیکن جب ایک مومن یہ کام اختیار کرتا ہے تو یہ چیزیں خدا تعالیٰ کے ذکر میں روک نہیں بنتیں۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۳۳۶، صفحہ ۳۳۷)

قائدینِ اضلاع چندہ سرائے خدمت کی وصولی کی طرف توجہ فرما دیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

یومِ خلافت ــــــ ۲۷ مئی

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق جماعتِ احمدیہ کو نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت حاجی الحرمین مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قوانینِ ملکی کی پابندی کرتے ہوئے اس تاریخ کو یوم خلافت کے جلسے منعقد کرکے احباب جماعت کو خلافت کی برکات اور اہمیت سے آگاہ کریں اور ان جلسوں کی رپورٹیں نظارت اصلاح وارشاد کو بھجوائیں۔

نوٹ :- حسبِ حالات جلسہ کی تاریخ میں تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

"دوستوں کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیئے اور اسے ہر دم اپنے مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ دین اور سلسلہ کے لئے جب بھی ان کے مالوں کی ضرورت پیش آئے انہیں وہ اموال بغیر کسی خوف اور بغیر کسی خطرہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دینے چاہئیں کیونکہ وہ جو خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے ہمیشہ نفع میں رہتا ہے۔"

اس وقت غلبۂ اسلام کی عظیم مہم صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کو آپ کے اموال کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم یہ نفع مند سودا کرلیں۔ آمین

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

درخواستہائے دُعا

(۱) خاکسار کی لڑکی شگفتہ شہزادی کی حالت گزشتہ نو، دس روز سے از حد تشویشناک ہے۔ بزرگان سلسلہ و احبابِ جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پریشانیوں سے نجات بخشے۔

(خاکسار اصغر علی گلوب ٹیلر کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور)

(۲) خاکسار کی پھوپھی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت چوہدری غلام محمد صاحب مرحوم گذشتہ سال سے ایگزیما کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ احبابِ کرام سے دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔ (خاکسار یونس محمد۔ ربوہ)

(۳) میرے پھوپھا مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کاٹھگڑھی محلہ دارالیمن شرقی ربوہ عرصہ تین ماہ سے لبادہ بخار، کھانسی بہت بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے احبابِ جماعت سے ان کی شفاءِ کاملہ و عاجلہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالشکور جاوید۔ دارالرحمت شرقی ربوہ)

گمشدہ سائیکل

میری سائیکل ایگل ALL 83951 غلہ منڈی سے گم ہوگئی ہے جس کسی صاحب نے لی ہو براہِ مہربانی مجھے پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

شیخ محبوب الٰہی (حال) ۶/۹ غلہ منڈی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴